تاثرات

مارچ ۱۹۷۹ کی ۲۹ تاریخ کو پاکستان کے نامور اہلِ علم اور مشہور مصنّف جناب بشیر احمد ڈار نے وفات پائی۔ وہ سرطان کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوگئے تھے اور کئی ماہ سے صاحبِ فراش تھے۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور عمدہ اوصاف کے حامل تھے۔ بہترین مصنّف، مشہور محقق اور فلسفی تھے۔ انھوں نے کئی علمی اور تصنیفی اداروں میں کام کیا اور ہر جگہ اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ ۱۹۵۳ سے اپریل ۱۹۶۵ تک ادارہ ثقافتِ اسلامیہ سے منسلک رہے، اس اثنا میں انھوں نے متعدد اردو اور انگریزی کتابیں تصنیف کیں جو ادارے کی طرف سے شائع کی گئیں اور حلقہ اہلِ علم میں مقبول ہوئیں۔ اس کے بعد وہ پاکستان اقبال اکیڈمی کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اس منصب پر وہ پانچ سال متعین رہے۔ علامہ اقبال کے افکار و تصوّرات کے بارے میں انھوں نے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کئی کتابیں لکھیں، جنھیں اقبالیات سے متعلق اصحابِ تحقیق میں قبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور اس سلسلے میں انھیں کتبِ حوالہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

ڈار صاحب مرحوم کا اصل موضوع فلسفہ تھا اور اس میں انھیں بڑا درک حاصل تھا۔ وہ پاکستان فلوسوفیکل کانگرس کے سرگرم رکن تھے، مختلف اوقات میں وہ اس کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ کئی سال فلوسوفیکل کانگرس کی تصنیفات اور اس کی سالانہ رودادوں کی ترتیب کی خدمت انجام دیتے رہے، پھر اس کا سہ ماہی جرنل بھی مرتب کرتے رہے۔ علاوہ ازیں وہ ۱۹۵۲ سے ۱۹۶۵ تک بزمِ اقبال کے مجلہ "اقبال" (لاہور) کے معاون مدیر بھی رہے۔ ان کی علمی خدمت کا دائرہ بڑا وسیع تھا اور انھوں نے ایک محقق اور مصنّف فلسفی کی حیثیت سے اربابِ علم میں بڑی شہرت پائی۔

مرحوم میں بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ ہر وقت خنداں و فرحاں رہتے، خوش مزاجی اور زندہ دلی ان کی زندگی کا جزو تھا۔ دوسروں کی علمی خدمات پر بالخصوص مسرت کا اظہار کرتے اور اسے داد دیتے۔ بعض پڑھے لکھے لوگوں میں خوشکی، یبوست، اور تنگ نظری پائی جاتی ہے، وہ ان میں ہرگز نہ تھی، کسی کو خواہ مخواہ ہدفِ تنقید ٹھہرانا اور اپنے کام کو اس کے مقابلے میں بڑا ثابت کرنا ان کا شیوہ نہ تھا۔ وہ اعتدال و توازن کا صحیح نمونہ تھے۔ ان کی وفات سے اہلِ علم کی مجلس میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے — دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے متعلقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

(محمد اسحاق بھٹی)